رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اُس ماہ آسمانی سے اندھیرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دلکی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے سب سے پہلے

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۲۸ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء قادیان | جلد ۵

سلسلہ کی خبریں

۱- حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ امروز فردا میں رونق افروز قادیان دارالامان ہونیوالے ہیں حضور ڈلہوزی سے روانہ ہو چکے ہیں۔

(ب) حضرت ام المومنین لاہور تشریف لیگئی ہیں

۲- ہر دو سکول ۲۲ ستمبر کو کھل گئے۔ اور پڑھائی باقاعدہ شروع ہوگئی ہے۔

۳- بٹالہ میں جلسہ انجمن احمدیہ ہوا۔ جو کامیابی سے ختم ہوا۔ علماء سلسلہ احمدیہ کی تقاریر ہوئیں۔

ہمارے مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم کی گفتگو مولوی ثناء اللہ امرت سری سے ہوئی جو عنقریب درج ہوگی۔

خدا کی نسبت احکام فرقان مجید

(حضرت مسیح موعود)

۱- تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اوسی نے تمہاری روحوں کو بنایا وہی تم سب کا خالق ہے اُس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوتی۔

۲- آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی تسخیر زمین آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کے پاداش نہیں بمحض خدا کی رحمت ہے کسی کو یہ دعوے نہیں پہنچتا۔ کہ میری نیکیوں کے عوض میں خدا نے سورج بنایا۔ یا زمین بچھائی یا پانی پیدا کیا۔

۳- تو سورج کی پرستش نہ کر تو چاند کی پرستش نہ کر تو آگ کی پرستش نہ کر تو پتھر کی پرستش مت کر تو مشتری ستارے کی مت پوجا کر تو کسی آدم زاد یا اور کسی جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کہ یہ سب چیزیں تیری ہی نفع کیواسطے ہمنے پیدا کی ہیں۔

۴- بجز خدا کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر کہ سب تعریفیں اوسی کیطرف راجع ہیں۔ بجز اُسکے کسیکو اُسکا وسیلہ مت سمجھ۔ کہ وہ تجھسے تیری رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے

۵- تو اُسکو ایک سمجھ کہ جسکا کوئی ثانی نہیں۔ تو اُسکو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہیں۔ تو اُسکو رحیم اور رحمان اور فیاض سمجھ کہ جسکی رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہیں دوئم حالت موجودہ دنیا کی مطابق گناہوں کے

نسبت

۱- تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ماں پر یا کسی اور پیاری چیز پر ہو اور حقانی طرف سے الگ مت ہو۔

۲- تو خون مت کر کہ پھر کسی نے ایک بے گناہ کو مار ڈالا وہ ایسا ہی کہ جیسے اوس نے سارے جہان کو قتل کر دیا۔

۳- تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر تو اپنے نفس کو آپ قتل مت کر تو کسی قاتل یا ظالم کا مددگار مت ہو۔ تو زنا مت کر۔

۴- تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کا ناحق باعث آزار ہو۔

بقیہ نامہ نمبر حضور تشریف لے آئے ۔ الحکم

۵۔ تو قمار بازی نہ کر تو شراب مت پی۔ تو سود مت لے اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہی دوسرے کے لئے کر

۶۔ تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانیکی جگہ ہے۔

۷۔ تم اپنی عورتوں کو میلوں اور مجلسوں میں مت بھیجو۔ اور انکو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں وہ ننگی نظر آویں تم اپنی عورتوں کو زیور چھنکاتی ہوئی خوش اور پسند لباس کو جو اور بازاروں اور میلوں کے سیر سے منع کرو اور انکو نامحرموں کی نظر بازی سے بچاتے رہو۔

تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو۔ اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں انکو پختہ کرو اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

۸۔ تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو تو سچی سچی گواہی دیدے اور جب تیرے نام حاکم کیطرف سے بغرض ادا کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو۔ تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کیجو اور عدول حکمی مت کیجو۔

۹۔ تو خیانت مت کر تو کم وزنی مت کر اور پورا پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہہ مت بیچ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریر میں جعلسازی نہ کر تو کسی پر تہمت مت لگا۔ اور کسیکو الزام مت دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۱۰۔ تم چغلی نہ کر تو گلہ نہ کر تو نمامی مت کر اور جو تیرے دلمیں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

۱۱۔ تیرے پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا بھائی کا حق محسن کا حق ہے سچے دوست کا حق ہے ہمسایہ کا حق ہے ہموطنوں کا حق ہے۔ تمام دنیا کا حق ہے سب سے رتبہ بہ رتبہ ہمدردی سے پیش آ۔

۱۲۔ شرکاء کے ساتھہ بدمعاملگی مت کر یتیموں اور ناقابلوں کے مال کو خورد برد مت کر۔

۱۳۔ اسقاط حمل مت کر۔ تمام قسموں زنا سے پرہیز کر۔ کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے کیلئے اوسپر کوئی بہتان مت لگا۔

مہاجرین کی واپسی کے متعلق

تکمیل اظہار حقیقت

بعض بعض عوام کالانعام بل ھم اضل بے چارے مہاجرین کی واپسی پر چہ میگوئیاں کرتے ہوئے دور تک دروغبافی کرتے ہوئے حدیث غیبت کے وعید یاکلوا لحم اخیہ کے تحت میں آتے ہیں۔ یہ اصحاب اگر ذرا عقل و فکر سے کام لیں۔ تو ان پر صاف واضح ہو جائے۔ کہ بیچارے مہاجرین جو یہاں سے نیت ہجرت خالصتہً لوجہ اللہ گئے وہ محض حکم الٰہی کو مدنظر رکھکر اگر انگور اور پھل کھانے ہوتے تو کوئٹہ بلوچستان چلے جاتے۔ اور طرح طرح کی تکالیف کا کہ جن کے بیان سے زبان قلم قاصر ہے۔ شکار نہ بنتے۔

طاعنین اصحاب نے نہ تو ہجرت کی اور نہ مصمم ارادہ کیا۔ بلکہ الی ھولاء و لا الی ھولاء رہنے کا یہ اصحاب بیچارے مہاجرین کے مالی دفع کی تکالیف کا مشاہدہ کرتے کہ بے خانماں مہاجرین خالصتہً لوجہ اللہ اپنے گھروں سے لاکھوں کی جائداد کو تباہ کر کے اپنے ننھے ننھے بچوں اور پردہ دار عورتوں کو لیکر وطن عزیز کو خیرباد کہتے ہوئے اس حالت میں نکلے کہ بعض بعض اصحاب کہ جنکے ہاں امیدواریں تھیں۔ ان کی اہلیہ کے راستہ میں وضع حمل ہوئے۔ اور پردہ دار عورتیں کہ جو سفر ریل کی بھی عادی نہ تھیں۔ میلوں پہاڑی دشوار گذار راستہ پیدل طے کر کے اپنے پاؤنکو خون کی مہندی سے رنگین کیا۔ اور بھوکے اور پیاسے بوجہ عدم انتظام راتوں نہ سونا تکالیف عظیم کا ادنیٰ درجہ ہے باوجود ان تکالیف شدیدہ کے کسی ایک مہاجر نے واپسی کا نام تک نہ لیا۔ اور سفر کابل اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے طے کیا۔ بس کابل پہنچنا ہی تھا۔ کہ بجائے کسی قسم کے انتظام کے یہ کس مپرسی کے عالم کا دو وجہ سے شکار ہوئے اولاً تو حکام زیرین و لیڈران کا باوجود فرمان اعلیٰ حضرت مہاجرین کی خبرگیری نہ کرنا۔ اور رقم عطیہ اعلیٰ حضرت مبلغ ساٹھہ ہزار روپیہ خود ہضم کرنا۔ اور مہاجرین پر ایثار کی بجائے خرچ نہ کرنا۔ ثانیاً رعایا افغانیہ کا بغض و حسد و کینہ مہاجرین کے ساتھہ یہانتک کہ سلام علیکم کے جواب سے قاصر رہنا۔ اور چین بجبین ہونا اور نسبت اپنے افغان قوم کے قیمت اشیاء خوردنی کی مہاجرین سے زیادہ لینا اور طرح طرح کی بیہودہ بدگوئی کرنا اور مہاجرین کی اشیاء دیکھکر ایں مے فروشی ایں مے فروشی کے آواز بلند کرنا۔ اور مہاجرین کو گذرتا ہوا دیکھکر تمسخر اڑانا اور انہی وجوہ سے مہاجرین کی اشتری کیحالت یہانتک پہونچی۔ کہ پردہ دار عورتیں عیدگاہ کے صحن و دروں میں و دیگر جٹیل میدانوں میں بھوکی اور پیاسی بے پردہ ہائے توبہ کے نعرے بلند کرتی ہوئیں نظر آتی تھیں۔ اور مہاجرین بیچارے ایک تو اپنی بھوک اور پیاس کیوجہ سے اور ایک بال بچوں کی تکلیف کیوجہ سے دگنی تکلیف اٹھاتے تھے۔ اور منتظر تھے۔ کہ کسی قسم کا انتظام ہو۔ مگر انتظام کیسا۔ لاچار ہو کر اپنے اسباب کو بر سر بازار فروخت کرتے تھے اور فاقہ کشی کو دور کرتے تھے۔ آخر الامر امیر صاحب کو اعلان کرنا پڑا۔ کہ مہاجرین کو عام اجازت ہے جسطرف چاہیں جا سکتے ہیں۔ جب بے خانماں مہاجرین نے دیکھا۔ کہ کسی قسم کا انتظام نہیں اور اعلےٰ حضرت امیر صاحب کا اعلان ہو چکا ہے تو بیچاروں نے با چشم گریاں سینہ بریاں اپنا بقیہ اسباب بیل گاڑیوں اور گھوڑے گاڑیوں اور خچروں پر لاد کر واپسی کا راستہ لیا۔ اغلباً ۹۵ فیصدی مہاجر کابل سے واپس آئے اور آ رہے ہیں اور باقیماندوں کو بھی ان وجوہ کے ہوتے ہوئے بجز واپسی کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

بعض اشخاص نے اخبارات میں لکھا۔ کہ ہر مہاجر کو مکان پختہ ملا۔ کہ جسمیں چاہ وغیرہ لگا ہوا۔ اور ہر قسم کا انتظام ہے۔ جو بالکل جھوٹ اور سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کابل میں تو سوائے شاہی محلات کے کہ جس میں مہاجرین وغیرہم کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ تمام مکان کچے ہیں۔ نیز بعض اور اشخاص نے بھی اخبارات میں بے اصل مضامین دئے ہیں۔ اصل وجوہ مہاجرین کی واپسی کے فقیر نے مختصراً عرض کر دیئے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ والصلوٰۃ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

(وکیل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان۔ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۰ء

مسلمانوں کا حقیقی لیڈر کون ہے۔

یہ تو سب نے مان لیا۔ کہ مسلمانوں کی حالت زار ہے اور ان میں سے ہر ایک کا دل بیقرار ہے۔ اس پریشانی بے اطمینانی کی حالت میں انہیں کسی لیڈر کی تلاش ہے۔ مگر کوئی لیڈر نہیں ملتا۔ آج تک کئی لیڈر منتخب ہوئے مگر آخر کار ثابت ہوتا ہے کہ راہبر جسکو سمجھتے تھے وہ رہزن نکلا۔ آخر مسلمان اپنے مسلمان لیڈروں سے مایوس ہو کر اب مہاشہ گاندھی کی شرن میں آئے ہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ فرزندان توحید کا رہنما ایک ہندو قرار پائے یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ دل بدل چکے ہیں اور مسلمانوں کی حالت یہود سے قطعی طور پر مشابہ ہو چکی ہے۔ اور الجنس یمیل الی الجنس کے ماتحت اب مسلم ہو کر انہیں کفر کے زیر سایہ ترقی کرنے کی امید بندھی ہے انشاء اللہ عنقریب زمانہ بتا دیگا۔ کہ مسلمانوں کا یہ انتخاب بھی ان کی تباہی کا موجب تھا۔ فی الحال میں مسئلہ ہجرت کے متعلق پہلے مسلمانوں کے حقیقی لیڈر اور خدا کے منتخب کردہ پیشوا کی رائے لکھتا ہوں۔ جو کانفرنس آلہ آباد منعقدہ یکم و دو جون میں پیش کیگئی۔

ہندوستان کی سات کروڑ آبادی ہندوستان کو چھوڑ کر باہر نہیں جا سکتی۔ اور نہ اس کے باہر جانیکی کوئی غرض اور فائدہ ہے۔ ہجرت اسوقت ضروری ہوتی ہے۔ جبکہ اس علاقہ میں جہاں کوئی شخص رہتا ہے۔ اسکو ان احکام شرعیہ کے بجا لانیکی آزادی نہ ہو۔ جو افراد جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن کوئی حکم ایسا نہیں ہے۔ جو افراد مسلمانان سے تعلق رکھتا ہو اور جسکا بجا لانا اس ملک میں ناممکن ہو۔ اور پھر عملی پہلو اس تجویز کا لیا جاوے۔ تو بھی اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کس قدر آدمی ہیں۔ جو اس تجویز پر عمل کرنیکے تیار ہونگے۔ پس علاوہ اسکے کہ یہہ تجویز شریعت کے خلاف ہو گی۔ اسکو پیش کر کے سوائے اپنی سبکی کرانے اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہونیکے اور کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو اس تحریک کے پیش کرنے والے ہیں۔ وہ خود بھی اس تحریک پر عمل پیرا نہیں ہوئے۔

اس رائے کو اسوقت وقعت کی نگاہ سے غیر احمدیوں نے نہیں دیکھا۔ بلکہ یہہ سمجھا گیا۔ کہ احمدیوں کو ترکوں سے ہمدردی نہیں۔ اور وہ ان کی تباہی سے خوش ہو رہے ہیں۔ حالانکہ بات یہہ نہیں تھی۔ بلکہ یہہ تھی۔ کہ موجودہ مشکلوں سے نکلنے کیلئے مخلصی کی جو راہ سوچی گئی ہے وہ سیدھی نہیں ٹیڑھی ہے۔ خیر اس وقت اگر لوگوں نے عقل سے کام نہیں لیا۔ تو اب ہی سوچکر احمدیت کے جھنڈے تلے آجائیں کس زور شور سے کابل کی جانب ہجرت کی گئی۔ اور اب اسکے بارے میں یہہ مضمون مندرجہ وکیل ۵ ستمبر ملاحظہ ہو۔ کہ اسمیں ندامت کا سوال اور اظہار حقیقت حال ہے۔

ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان کیوں تباہ ہوئے

بمقام کچی گڑھی ایک مہاجر کے واقعہ قتل پر طول و عرض ہندوستان میں اسقدر شور و غل بپا ہوا۔ کہ فضاء آسمان میں گونج پیدا ہو گئی لیکن زائد از ایک لاکھ مہاجرین کی تباہی و بربادی پر صدائے برنخاست" سخت تعجب خیز ہے۔ یہہ امر واقعہ ہے۔ کہ ہزارہا مہاجرین کابل سے باحال تباہ واپس آرہے ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مہاجرین میں سے ایک فرد واحد بھی افغانستان میں نہیں رہے گا۔ اور یہ وہی صادق الایمان لوگ ہیں۔ جنہوں نے سرداران قوم کی تحریک پر والئی افغانستان کی دعوت ہجرت کو لبیک کہا۔ اور آن واحد میں اپنی لاکھوں اور کروڑوں کی جائدادوں کو کوڑیوں کے عوض بیچتے ہوئے صرف جامہ ہائے پوشیدنی لیکر چلتے بنے۔ مال و دولت کا نقصان۔ وطن عزیز کی جدائی۔ دھوپ کی شدت۔ سفر کی تلخی۔ بچوں کی ہلاکت۔ بوڑھوں کی مستورات کی بے پردگی وغیرہ وغیرہ کوئی چیز ان کے آگے بڑھتے ہوئے قدم کو پیچھے نہ ہٹا سکی"۔ اب واپسی مہاجرین پر قدرتی طور پر یہہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس بے نتیجہ بربادی کی ذمہ واری کس کے سر پر عائد ہوتی ہے۔ اور ہزارہا ناکردہ گناہ بندگان خدا کو تباہ کرنے والا کون تھا؟

ظاہر ہے۔ کہ اس گناہ عظیم کے مرتکب دو ہی فریق ہیں۔ اول ہندی دینی و دنیوی پیشوا جنکا اقتدار قوم پر لازم ہے۔ دوئم۔ ہمسایہ اسلامی سلطنت افغانستان جسکی دعوت پر مہاجرین ہندوستان متاع ایمان خریدنے گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اول الذکر فریق کے متعلق ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس نے ایک اہم نازک اور پرخطر مسئلہ کے حل میں کسی دور اندیشی باریک بینی اصلیت رائے کا ثبوت نہیں دیا اور ان کی تسطحی نظر اور عجلت کی وجہ سے ایک کارگر و آزمودہ حربہ بے اثر ثابت ہوا۔ وہ تیغ برآں جو آج سے تیرہ سو برس پہلے طاقتور ہاتھوں کی مدد سے اجسام اعداء کے ٹکڑے کر چکی تھی۔ آج کمزور اور نااہل ہاتھوں میں پڑ کر بے آب ہو گئی۔ اگر ہم ایمانداری سے تھوڑی دیر کیلئے اپنی اس موجودہ ناکامی (جو ہمیں مقدس تحریک ہجرت کے سلسلہ میں ہوئی) کے وجوہ پر غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ کروڑوں مقتدیوں کے پیشوا ان صفات سے معرا ہیں۔ جو قومی کشتی کے ناخدا میں ہونی چاہئیں۔ مقام شرم ہے۔ کہ ہمارے علماء اور راہنماؤں نے ہجرت جیسے عظیم الشان کام کا آغاز۔ عروج انجام خاتمہ بالخیر اتنے قلیل دنوں میں کر دکھایا۔ جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ تحریک سلومہ کا وجود دماغ میں آتا ہی تھا۔ کہ فوراً بے سوچے سمجھے اس پر دعوت عمل دی گئی۔ بغیر کسی نظام و ترتیب کے مذہبی دیوانوں کو ویرانوں کی طرف دھکیل دیا گیا۔ انسانوں کے گروہ بھیڑ بکریوں کے گلوں کی شکل میں ایک وحشی ملک کیطرف ہانک دیئے گئے۔

قوم کا لاکھوں روپیہ مہاجرین کی آمد و رفت و خاطر و مدارات۔ زاد راہ وغیرہ پر خرچ ہوا جائدادیں تباہ ہوئیں۔ اور بالآخر بیچارے مہاجر مادل ناخواستہ بے نیل مرام بعد از ہزار رسوائی واپس ہوئے۔

غازی فرمان فرما افغانستان کے فرمان نقش آب: رواں ثابت ہوئے۔ علامہ طرزی کی ولولہ انگیز تقاریر کا سلسلہ ختم ہوا انصار کی طرف سے مہاجرین کی آؤ بھگت سننے کے لئے لوہے کا دل چاہیئے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ اس کا جواب خود ارباب حل و عقد مسئلہ ہجرت ہی دیں۔ قوم کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اگر وہ حضرات جن کے ہاتھ میں قوم کی باگ تھی۔ تدبر و ..... دور اندیشی سے کام لیکر عجلت سے پرہیز کرتے انصار عظم الملقب بہ غازی سے معاملہ کو شیب و فراز پر گفتگو کرتے۔ تبادلہ خیالات باہمی سے مشعل شریعت کی روشنی میں کوئی ایسا محفوظ راستہ نکالتے۔ جو مہاجرین و انصار داعی و مدعو مقتدی و پیشوا ہر ایک کیلئے باعث رحمت و برکت ہوتا۔ اور ہمیں شماتت اغیار سے محفوظ رکھتا۔ باوجود اس تلخ تجربہ کے ہنوز ہمارے سطحی خیال لیڈر ہماری تسلی و تشفی اور ہمارے زخموں کی مرہم پٹی یہ کہکر کر رہے ہیں۔ کہ شائقین ہجرت گھبرائیں نہیں یہ عارضی التوا ہے کچھ عرصہ بعد پھر ہجرت شروع ہو جائے گی۔ بالفاظ دیگر اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ دلدادگان ہجرت کی موجودہ سزا ناکافی ہے۔ اس لئے یہی سہی کسر دوسرے پروگرام میں نکال دیجائیگی۔

(غلام مہدی منشی فاضل پشاور)

[اسی قسم کا مشورہ "وکیل" نے بارہا قوم کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن جذبات کے ہیجان میں کون کسی کی سنتا ہے۔ ہم اس کو بھی غنیمت سمجھیں گے۔ اگر ہماری قوم کے بھولے بھالے افراد جو ہر راہ رو کو راہ بر سمجھنے لگتے ہیں۔ اور جنکے نزدیک دور اندیشی کوئی شئے نہیں ہے۔ اس تجربہ سے آئندہ کے لئے ہی فائدہ اٹھائیں۔ اور جو کام کریں پوری طرح سوچ سمجھ کر کریں۔]

(ایڈیٹر وکیل)

اس مضمون کے نقل کرنیکے بعد جو ہجرت کے سوال کا خاتمہ دکھا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ترک موالات کی نسبت اپنے امام کی رائے نقل کر دوں۔ میں یہ خوب جانتا ہوں۔ کہ اس وقت اس مشورہ پر عمل نہیں کیا جائے گا لیکن عنقریب یہ واضح ہو گا۔ کہ جو کچھ سلسلہ احمدیہ کے موجودہ پیشوا نے فرمایا۔ وہی حق تھا۔ بہر حال وہ رائے یہ ہے:

تیسری تجویز یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کیا جاوے۔ اس تجویز کے متعلق بھی میری یہ رائے ہے۔ کہ قطع تعلق بھی ایک قسم مقابلہ کی ہے۔ اور اس پالیسی پر عمل کر کے بھی ہندوستان امن قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ ضرور ہے کہ جو لوگ اپنے کاموں سے علیحدہ ہوں۔ آہستہ آہستہ انکی ضروریات دنیاوی ان کو تنگ کریں۔ اور وہ مجبور ہو کر ناجائز ذرائع اور جبر سے اپنے گذارے کا سامان پیدا کریں۔ پھر پیشتر اس کے کہ اس تجویز پر عمل کیا جاوے۔ یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ اس تجویز کی غرض کیا ہے۔ میرے نزدیک اس کی ایک ہی غرض ہو سکتی ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ پر اس ذریعہ سے دباؤ ڈالا جاوے اور اس غلطی کی اصلاح کروائی جاوے جو ترکوں کے معاہدہ صلح میں ہوئی ہے سو اول تو اگر اس قطع تعلق کا کوئی اثر ہو بھی تو وہ صرف ہندوستان پر ہو گا اور ہو گا بھی سالہا سال کے بعد۔ کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جاوے۔ کہ سب مسلمان اس بات پر آمادہ ہو جاویں گے تو بھی اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کو اس کام کے لئے آمادہ کرنے کے لئے۔ سالہا سال کی جد و جہد اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلقین کی ضرورت ہوگی۔ اور اسوقت تک کہ یہہ تجویز عملی جامہ پہنیگی معاہدہ ترکیہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہو چکا ہوگا۔ اور اسوقت اگر گورنمنٹ برطانیہ کی مرضی بھی ہوگی۔ تب بھی وہ فرانس اور یونان اور آرمینیا کو اپنے اپنے حصہ سے علیحدہ نہیں کر سکے گی دوم اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ اگر سب مسلمان اس تجویز پر عمل کرنے لگیں۔ تب بھی وہ گورنمنٹ پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ اس ملک کی آبادی کا صرف چوتھا حصہ مسلمان ہے۔ ۳/۴ ہندو ہیں اور قریباً چالیس لاکھ مسیحی ہیں۔ پس اگر گورنمنٹ کو اسکے خطاب واپس کر دیئے جاویں۔ تو اس سے اسکا کوئی نقصان نہیں۔ اور اگر اس کی ملازمت سے علیحدگی کیجاوے۔ تو ہندوستان کی ۳/۴ آبادی ان کی جگہیں پر کرنیکے لئے تیار ہے۔

اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ بعض ہندو سر برآوردہ اسوقت مسلمانوں کے ساتھ شریک ہونیکے لئے آمادہ ہیں لیکن اس تجویز کی مخالفت ہندوؤں میں بہت زیادہ ہے۔ اور یقیناً ۵ فیصدی ہندو بھی مسلمانوں کا ساتھ نہ دینگے۔ اگر مسلمان وکلاء اپنا کام چھوڑ دینگے۔ تو خود مسلمان اپنی داد رسی کے لئے ہندو وکلاء کی خدمات کو حاصل کرینگے۔ اور وہ شوق سے ان کے مقدمات لیں گے۔ اور اگر مسلمان جج استعفاء دیدینگے۔ تو ہندو امیدوار فوراً ان کی جگہ لینے کے لئے آگے بڑھینگے۔ اگر فوجی مسلمان استعفاء دیدینگے۔ تو علاوہ اس کے کہ وہ فوجی قواعد کی خلاف ورزی کر کے سزا پاوینگے۔ ان کا مستعفی ہو جانا ایسا موثر نہ ہوگا کیونکہ ہندو قوم اب فوجی خدمات کی اہمیت سے کافی طور پر واقف ہو چکی ہے۔ اور وہ اپنے قدیم ملک کو بلا حفاظت چھوڑنے پر کبھی رضامند نہ ہوگی۔

غرض ہر ملازمت کیلئے دوسری اقوام کے لوگ نہ صرف ملجاوینگے بلکہ شوق سے آگے بڑھینگے۔ کیونکہ ملازمت تلاش کرنیوالوں کی ہمارے ملک میں کمی نہیں ہے۔ ایسے لوگ مسلمانوں کے اس فیصلہ کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھیں گے۔ اور انکی بیوقوفی پر دل ہی دل میں ہنسیں گے۔ پس سوائے اسکے کہ اس فیصلہ سے لاکھوں مسلمان اپنی روزی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اور تعلیم سے محروم ہو جاویں۔ اور اپنے حقوق کو جو بوجہ مسلمانوں کے سرکاری ملازمتوں میں کم ہونیکے پہلے ہی تلف ہو رہے ہیں۔ اور زیادہ خطرہ میں ڈال دیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا۔

میں اسجگہ یہہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میری اس تحریر کا ہرگز یہہ مطلب نہیں۔ کہ ہندوؤں کے لیڈر جان بوجھ کر مسلمانوں کو اس کام پر آمادہ کر رہے ہیں۔ نا وہ ان کیلئے میدان خالی چھوڑ دیں۔ میں ان لیڈروں کو جو اس امر میں مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ دیانتدار سمجھتا ہوں۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ یہہ ہے۔ کہ ہندوؤں کا کثیر حصہ اس تجویز میں مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور علاوہ اس تجویز کے بذاتہ غلط ہونیکے یہہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک تمام ملک اس بات پر کاربند ہونیکے لئے تیار نہ ہوگا۔ کبھی بھی اس تجویز کا مفید نتیجہ نہیں نکلیگا۔ اگر ہندو تبھی ساتھ ملجاویں۔ تب بھی ہندوستان کی ملکی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے یورپین اور کرسچن کافی ہیں۔ اور فوجی ضروریات کو یورپین فوج کے علاوہ سکھ اور گورکھے پورا کر سکتے ہیں۔ اور یہہ قومیں ہرگز اس تجویز میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دینگی پس اگر یہہ تجویز فساد کا موجب نہ بھی ہو جو میرے نزدیک یقیناً ہوگی اور اگر تمام کے تمام مسلمان اس پر کاربند ہونیکے لئے تیار بھی ہو جاویں جو یقیناً نہ ہونگے۔ تو بھی اس تجویز پر عمل کر کے حکومت برطانیہ پر دباؤ ڈالنے کی امید رکھنا ایک امر موہوم ہی نہیں۔ بلکہ یقینی طور پر غلط ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں یہہ بات یقینی ہے کہ اس تجویز پر عمل کر کے مسلمانوں کی رہی سہی طاقت بھی بالکل ٹوٹ جاویگی۔ اور اس ایک ملک میں بھی جس میں مسلمانوں کی ظاہری حالت کسی قدر اچھی نظر آتی ہے۔ وہ کمزور اور ناطاقت ہو جاویں گے۔ اور اس سب تباہی کا الزام ان کے اپنے سر ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کے مقابلہ میں حدیث

بعد ہدیہ السلام علیکم کے عرض المرام ہے کہ جب کبھی مسئلہ نبوت پر بحث ہوتی ہے تو مخالفین آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما ۲۲/۲ پیش کرتے ہیں۔ اسکے جواب میں جب ہماری طرف سے چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔ تو پھر مخالفین کی طرف سے حدیثیں پیش کیجاتی ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کے جواب میں قرآن کریم اور حدیث کے مقابلہ میں حدیث چاہیئے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان دنوں ایک کتاب سلطان الفقہ المعروف فتاوی نظامیہ مصنفہ مولوی محمد نظام الدین صاحب حنفی قادری۔ سروری۔ ملتانی از خلفائے سلطان باہو رحمت اللہ علیہ حال وارد وزیر آباد محلہ لکڑ منڈی سے شایع ہوئی ہے۔ جو سوالاً جواباً ہے۔ اور اس کتاب کی متعدد جلدیں ہیں۔ مگر مجھے جلد پنجم دیکھنے کا ہی اتفاق ہوا ہے اسمیں مولوی صاحب نے شروع سے لیکر آخر حصہ کتاب تک ماسوائے اپنی خاص ذات کے کسی فرقہ کو مسلمان نہیں سمجھا۔ اور ہر ایک مسئلہ میں حد سے زیادہ تجاوز کر گئے ہیں۔ حالانکہ سلطان باہوؒ کی یہہ تعلیم نہیں ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۶۱ پر ایک سوال حسب ذیل درج ہے۔

خاتم النبیین کے کیا معنے ہیں۔ اور جناب محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت کا قایم رہیگا یا نہیں۔ اسکے جواب میں بھی مولوی صاحب نے صفحہ ۶۱ لی سہ ۶۳ تین حدیثیں ہی پیش کی ہیں۔ نیز حال ہی میں مجھے موضع ماڑی بھنڈواں تحصیل گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بھی ایک شادی کے مجمع میں اسی مسئلہ پر بحث ہوئی۔ ہماری طرف سے مولوی عطاء اللہ صاحب متعلم بی۔ اے لاہور مخالفین کی طرف سے مولوی غلام لیس صاحب ساکن ونڈالہ درکاں تھے چنانچہ مولوی غلام لیس صاحب نے آیت ماکان محمد الخ پیش کی۔ جسکے جواب میں ہماری طرف سے چار آیات پیش ہوئیں جن میں سے ایک یہہ بھی تھی۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ اس پر مخالف کی طرف سے مع کے لفظ پر اعتراض کیا گیا کہ وہ ساتھ کے لوگ ہیں۔ وہ نہیں۔ اسکے جواب میں پھر چند آیات پیش ہوئیں۔ مگر کون مانے؟

نیز عام طور بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ اسی لفظ پر معترض آن کر ٹھیر جاتے ہیں۔ اس لئے عاجز قرآن کریم سے چند ایسی آیات پیش کرتا ہے۔ جنمیں لفظ مع آتا ہے۔

(۱) واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین ۲/۵ ۔ اور قایم کرو نماز کو اور دو زکوۃ کو اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے (کیا یہاں رکوع کرنے والے کوئی اور ہیں)

(۲) ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشہدین ۔ ۳/۱۳ اے پروردگار ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اوس چیز کے کہ اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسول کی پس لکھہ ہمکو ساتھہ شاہدوں کے (کیا اس آیت میں شاہد کوئی اور ہیں)

(۳) ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ۳/۱۱

ترجمہ۔ اے پروردگار ہمارے پس بخش واسطے ہمارے گناہ ہمارے اور دور کر ہمسے برائیاں ہماری اور مار ہمکو ساتھ نیکبختوں کے (کیا وہ نیکبخت نہیں ہیں۔ نیکبختوں کے ساتھ ہیں) اسی آیت کا حاشیہ مولوی عبدالغفور عبدالاول کنٹھڑہ غزنویہ اسرتسر اپنی حمائل میں بحوالہ فتح البیان لکھتے ہیں۔ جو خاص قابل غور ہے۔ ابرار سے مراد انبیاء ہیں یا صلحاء یا وہ سب کیونکہ لفظ وسیع ہے۔

(۴) الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینہم للہ فاولئک مع المؤمنین ۵/۱۸ مگر جن لوگوں نے توبہ کی اصلاحیت کی اور مضبوط پکڑا خدا کو اور خالص کیا دین اپنے کو واسطے اللہ کے پس یہہ لوگ ساتھ مسلمانوں کے ہیں۔ (کیا وہ مسلمان نہیں ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ ہیں)

(۵) واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا امنا فاکتبنا مع الشہدین ۔ ۷/۱

اور جب سنتے ہیں۔ جو کچھہ اتارا گیا ہے۔ طرف رسول کی دیکھتا ہے۔ تو آنکھوں ان کی کو کہ بہتی ہیں۔ آنسوؤں سے اس چیز سے کہ پہچانا ہے۔ انہوں نے حق سے کہتے ہیں اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھہ ہم کو ساتھ شاہدوں کے؟

(اس آیت میں ایمان لانے والے کون اور شاہد کون ہیں) اسکا حاشیہ بھی مولوی عبدالغفور صاحب کا تحریر کردہ ملاحظہ فرمایئے ابن عباسؓ نے کہا ہے۔ کہ شاہدوں سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور رسول اللہ کی امت ہے۔ اس لئے کہ یہہ امت گواہی دیگی واسطے اپنے نبی کے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے تبلیغ رسالت کردی۔ اور گواہی دیگئی واسطے رسولوں کے کہ انہوں نے اپنی امتوں کو پہنچا دیا۔ روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم رحمہ اور حاکم اور کہا صحیح اسکو حاکم نے۔ فوائد سلفیہ (اب تو شہادت بھی تصدیق ہو چکی)

(۶) وما لنا الا نؤمن باللہ وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصلحین۔ ع ۱۰ اور کیا ہے ہمکو کہ نہ ایمان لاویں ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ آیا ہمارے پاس حق سے اور طمع رکھتے ہیں۔ ہم یہ کہ داخل کرے ہمکو رب ہمارا ساتھ قوم صالحون کے (کیا یہاں بھی داخل ہونا زمرہ صالحین میں نہیں ہے۔ بلکہ صالحین کے ساتھ ہے)

(۷) والذین اٰمنوا من بعد وھاجروا وجاھدوا معکم فاولئک منکم ع ۱۰ اور جو لوگ کہ ایمان لائے پیچھے اس سے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا ساتھ تمہارے پس یہ لوگ تم میں سے ہیں۔ (کیا یہاں بھی وطن چھوڑنے والے اور جہاد کرنے والے کوئی اور شخص ہیں۔ یا وہی تھے)

(۸) انما السبیل علی الذین یستاذنونک وھم اغنیاء رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع اللہ علی قلوبھم فھم لا یعلمون ع ۱۰ سوائے اسکے نہیں کہ راہ عتاب کی اوپر ان لوگوں کے کہ اذن مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ دولت مند ہیں۔ راضی ہوئے ساتھ اسکے کہ ہوویں ساتھ پیچھے رہنے والوں کے اور مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں انکے پس وہ نہیں جانتے۔ (کیا اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ پیچھے رہنے والے وہ نہ تھے کوئی اور ہی تھے)

اور لیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ دعا مانگتے ہیں۔

واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین ع ۱۹ الشعراء اور کر واسطے میرے زبان راستی کی پیچھلوں کے۔ حاشیہ بحوالہ موضح القرآن یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ آخر زمانے میں میرے گھرانے سے نبی ہو۔ اور امت ہو۔ اور میرا دین تازہ کریں۔ یہ حوالہ بر حاشیہ قرآن مجید مترجم شاہ رفیع الدین رحمہ درج ہے۔

اور لو۔ مولنا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے مثنوی مولنا رومؒ کی شرح جو لکھی ہے جسکا نام آپ نے کلید مثنوی رکھا ہے۔ اسکے صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳ پر لکھتے ہیں۔

جاننا چاہئے۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اولاً اور اولیائے کرام کو تبعاً دو قسم کے علوم عطا ہوئے ہیں۔ (۱) علوم نبوت یعنی شرائع و احکام ظاہرہ و باطنہ (۲) اور علوم ولائیت یعنی مواجید و اذواق۔ اور جسطرح علوم نبوت سب انبیاء کے جدا جدا ہیں۔ اسی طرح علوم ولائیت بھی الگ الگ ہیں۔ پس یہ امت بھی ان علوم ولائیت میں دوسری امتوں سے ممتاز ہوگی۔ اور چونکہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ہر نبی کے علوم ولائیت جدا ہیں۔ اس لئے یہ کہنا مستبعد نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض ایسے مواجید و اذواق عطا ہوئے ہوں۔ کہ انبیائے سابقین کو نہ عطا ہوئے ہوں۔ اسیواسطے چونکہ ان مواجید کے افاضہ میں ملائکہ کا توسط ضروری نہیں۔ اسلئے ممکن ہے۔ کہ حضرت جبرائیلؑ کو بھی انکی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ تو اصل میں یہ مواجید خاصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فائض ہوئے۔ پھر تبعاً و تطفلاً آپ کے اولیائے امت کو عطا ہو جاویں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اولیائے امت محمدیہ علوم میں انبیاء و ملائکہ سے بڑھ جاویں۔ کیونکہ بڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہوا ہے۔ اور امت خود تابع ہے۔ تو کمالات امت گو ظاہراً منسوب الی الامت ہیں۔ مگر واقعہ میں کمالات نبی ہیں۔ ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ محض تعصب کی وجہ سے راہ حق سے دور جا پڑے ہیں۔ قرآن کریم کو چھوڑ کر بزرگان سلف اور اپنی تحریروں پر بھی غور نہیں کر سکتے۔ دعاء ہے کہ مولا کریم انکو صراط مستقیم پر چلا دے۔ آمین:۔

(محمد حسین احمدی موضع عین تحصیل شرقپور)

بمبئی کے ایک پیغامی کی ہرزہ درائی

آج ۱۴ ستمبر کو اخبار پیغام صلح مطبوعہ ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء کا میری نظر سے گذرا جسمیں ایک طول طویل مضمون بعنوان "عدم ضرورت نبوت" مولوی ابوالخلیل نے میرے والد حکیم محمد الدین صاحب کے ایک مضمون کا جواب دیتے ہوئے قریباً سات کالم سیاہ کئے ہیں۔ جب میں نے غور سے پڑھا۔ تو فوراً وہ کہاوت یاد آگئی کہ کھودا پہاڑ اور نکلا صرف ایک چوہا۔ لیکن وہ بھی مردہ۔ حیرت ہے انکی حالتوں پر کہ سچائی اور معقولیت ان سے ہاتھوں بلکہ کوسوں بھاگ گئی ہے۔ اور سوائے اسکے کہ اخبار کے ورقوں کو سیاہ کیا جاوے۔ اور انکی کوئی غرض نہیں۔

بیچارے مولوی صاحب نے جواب تو کیا دینا تھا ایک معمولی عقل والا بھی انکے مضمون کو پڑھکر یہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ ہر سوال کے جواب میں سکتہ اور تعصب و بغض اور کینہ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔

رہا نفس مضمون مولوی صاحب نے اسکو مس تک نہیں کیا۔ میرے خیال میں وہ ایک حد تک معذور بھی ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ باریک باتوں کے سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان کی کھوپڑی میں ایسا دماغ ہی نہیں ہوتا۔ وہ تو صرف چمگادڑوں کے گھر کی طرح ہوتے ہیں۔

نئے ایڈیٹر صاحب جن پر ایک وقت وہ تھا۔ کہ فضا میں ہچکولے کھاتے پھرتے تھے لیکن آج یہ وقت ہے کہ زمین کے نیچے گھسے چلے جاتے ہیں۔ اپنی سادہ لوحی سے مضمون کے شروع میں یوں تحریر کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ امید ہے کہ ہر دو فریق ایسی تہذیب اور اخلاق کے ساتھ تبادلہ خیالات کرینگے۔ جو کہ احمدیت کے شان شایاں ہو" حضور کیا یہی مضمون جو آپنے درج اخبار کیا ہے۔ آپکے نزدیک کسی مذہب کے بھی شایاں ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اس پر نوٹس نہ لیا گیا۔ کیا کھانے کے دانت اور اور دکھانے کے اور والا معاملہ نہیں۔

پہلے تو میں نے بھی والد صاحب کی تتبع کرتے ہوئے اس لغو اور بیہودہ اور فحش مضمون کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا چاہا۔ لیکن دوستوں کے اصرار پر اظہار للحق محاکمہ کے طور پر اصل مضمون مع جواب مولوی ابوالخلیل کے اپنی استعداد اور طاقت کے ماتحت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ شاید کوئی سعید روح فائدہ حاصل کرے۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) میرے والد حکیم صاحب نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کا ترجمہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ صفحہ ۲۰۶ میں لکھا ہے۔ اپنی تائید میں پیش کیا تھا۔ جو یہ ہے کہ "آج میں نے اس کتاب کو نازل کرنے سے علم دین کو مرتبہ کمال تک پہنچایا اور اپنی نعمتیں ایماندارون پر پوری کر دیں"۔ اس سے آپ نے ثابت کیا کہ اتمام نعمت سے مراد نبوت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں کو ہزار ہا روحانی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ انمیں سے نبوت صدیقیت۔ شہیدیت اور صالحیت بھی نمایاں رہی ہیں۔ جیسا کہ انعم اللہ علیہم من النبیین سے ظاہر ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے امت محمدیہ کے ایمانداروں کو یہ فرما دیا کہ اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں تو پھر نبوت عطا نہ فرمانا گویا نعمت کو ناقص رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والے کے متعلق ایسا اعتقاد کرنا کفر ہے جس سے کچھ بھی ایمان رکھنے والے کو پرہیز لازمی ہے

اب ذرا تعصب کی پٹی کو اتار کر ٹھنڈے دل سے اسکا جواب دیویں۔

(۲) پھر والد صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و ۲۸ سے کچھ عبارت نقل کر کے فرمایا تھا۔ کہ یہ جو حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔ کہ "اور بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے۔ جسکی مہر سے ایسی نبوت بھی ملسکتی ہے۔ جسکے لئے امتی ہونا لازمی ہے"۔ حیرانی ہے۔ کہ اس جملے کے ہوتے ہوئے کوئی احمدی امت میں نبی ہونیسے کسطرح انکار کر سکتا ہے۔ اسکے جواب میں مولوی صاحب نے یہ گوہر فشانی کی ہے۔ کہ اس سے مراد ولایت اور محدثیت ہے۔ واہ! مولوی صاحب کیا اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ ایسی مہر تو سب انبیاء کے پاس ہوتی ہے۔ کہ ان کے پیرو ولی اور محدث ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نبی کریم صلعم کی کیا خصوصیت فرمائی ذرا مولوی صاحب ہوش وحواس درست کر کے جواب دیویں۔

پھر اسکے جواب کے ضمن میں آپ لکھتے ہیں کہ حاشیہ کو زہر سمجھکر حکیم صاحب نے چھوڑ دیا یہ بھی ان کی کم عقلی اور کوتہ فہمی پر دال ہے کیونکہ یہ بھی تو ان ہی کی موید ہے۔ ہاں آپ اسکو زہر سمجھکر اندر داخل ہونے نہیں دیتے۔ اگر ذرا تدبیر سے کام لو اور کوڑا گھونٹ پی جاؤ تو قسمیہ کہتا ہوں کہ آپ کو ہوش آ جاوے لو اب حاشیہ درج ذیل ہے۔

"اسجگہ یہ سوال طبعاً پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰؑ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اسکا یہ جواب ہے۔ کہ جسقدر نبی گذرے ہیں۔ ان سب کو خدا تعالیٰ نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا اسمیں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کچھ نہیں پایا۔ بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے۔ مگر امت محمدیہ سے ہزار ہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں جو یہ لکھا ہے کہ اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہزار ہا اولیاء ہوئے۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"۔

اس کے جواب میں حضور والا یہ لکھتے ہیں۔ کہ اس سے مراد ولی اور بزرگ ہیں۔ گویا آپ کے نزدیک حضرت صاحب کا یہ مطلب ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بزرگ ولی تو ایک ہی ہوا ہے اور معمولی ولی ہزاروں ہوئے ہیں۔ اس سمجھ پر حاشیہ کو زہر قرار دے رہے تھے۔

(۳) پھر میرے والد صاحب نے لکھا تھا۔ کہ "نادان پیغامی کہتا ہے۔ کہ ہاں امتی نبی ہو سکتا ہے۔ جس سے مراد محدث ہے۔ اس نادان سے کوئی پوچھے۔ کہ امت موسوی میں محدث ہوا یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پہلی امتوں میں محدث گذرے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا زور دار تحریر کو کہاں لے جاؤ گے۔ اور کیا تاویل کرو گے۔ وہ تو فرماتے ہیں۔ کہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی صاحب خاتم ہیں۔ اور کوئی نبی نہیں۔ جسکی مہر سے امتی نبی بن سکے"۔

سنو! اسکے جواب میں پیغام پارٹی کا مسلمہ احمق کیا لکھتا ہے۔ کہ "نادان پیغامی نہیں محمودی جاہل وسقیم تعصب کی پٹی آنکھ پر باندھے بے سروپا کی اڑا رہا ہے۔ اگر ایسے ہی مولوی زٹل ہو تو موقعہ پر عبارت حاشیہ کیوں زہر نظر آتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ جہالت

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی نے فاروق منزل سے شائع کیا